حرفِ آغاز

ادب کے سنجیدہ قارئین اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اُردو تنقید کا آغاز شعرائے اُردو کے تذکروں سے ہوا۔ آزادؔ، حالیؔ اور شبلی نے جدید تنقید نگاری کی بنیاد رکھی۔ عہد سرسید میں پیرویِ مغرب کا چلن عام ہوا تو اُردو تنقید نے اپنا رشتہ سماج سے استوار کیا۔ مغربی افکار اور تنقیدی نظریات کے فروغ نے برصغیر میں عمرانی، رومانوی، نفسیاتی اور مارکسی تنقید کو جنم دیا۔ قیامِ پاکستان سے قبل تنقید کے درج بالا تصورات کی روشنی میں عملی تنقید ہو رہی تھی۔ مغربی نظریاتِ نقد کے ساتھ ساتھ مشرقی اور روایتی زاویہ نظر بھی اطلاقی تنقید میں مستعمل تھا۔

تقسیمِ ہند ایک اٹل حقیقت ہے جس کے نتیجے میں دُنیا کے نقشے پر پاکستان اور بھارت نمودار ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد دونوں ملکوں کے ادیبوں کے درمیان جغرافیائی سرحدیں تو حائل ہوگئیں مگر ان کے دل ایک دوسرے سے جڑے رہے۔ اگر بھارتی نقاد پاکستانی تخلیق کاروں کے فکر و فن کا محاکمہ کرتے رہے تو پاکستانی ناقدین نے بھی ملکی اور مذہبی تعصّبات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہندوستانی ادیبوں کو کبھی نظر انداز نہ کیا اور اُن کی ادبی فتوحات کو خراج تحسین پیش کرنے میں کبھی بخل سے کام نہ لیا۔ پاکستانی ناقدین نے اپنی عملی تنقیدات میں نہ صرف جملہ اصناف ادب میں دادِ تخلیق دینے والے تخلیق کاروں کے فکر و فن کا احاطہ کیا ہے بلکہ انھوں نے عالمی ادب، علاقائی ادب اور دیگر فنون لطیفہ کے نمائندہ فن کاروں کو بھی اپنی اطلاقی تنقید کا موضوع بنایا ہے۔ ہمارے ناقدین نے مبسوط تصانیف اور تنقیدی مقالات کے ذریعے کلاسیکی اور جدید ادبی سرمائے کی اہمیت، افادیت اور معنویت بھی اجاگر کی ہے اور ادبی تحریکات، رجحانات اور رویوں کے مثبت اور منفی کردار پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ پاکستانی ناقدین نے اپنے تجزیاتی مطالعوں میں نہ صرف روایتی اور جدید تنقیدی پیمانے برتے ہیں بلکہ ان کو یہ

اعزاز بھی حاصل ہے کہ انھوں نے شعر و ادب کے ساختیاتی اور پس ساختیاتی مطالعے پیش کر کے پاکستان میں فروغ پانے والی عملی تنقید کی روایت کو مابعد جدید جہت سے بھی آشنا کیا ہے۔ ہمارے ناقدوں نے نہ صرف ماضی کے معاندانہ تنقیدی رویوں کی بیخ کنی کرنے کی شعوری کاوش کی ہے بلکہ انھوں نے نظریاتی اختلاف رکھنے والے ادیبوں اور ان کی تخلیقات پر منصفانہ اور ہمدردانہ تنقید لکھ کر عملی تنقید کی روایت کو ایک مثبت جہت بھی عطا کی ہے۔میں نے اُردو ادب کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے اس تحقیقی مقالے میں پاکستانی ناقدین کے مذکورہ بالا تنقیدی کارناموں اور مستحسن تنقیدی رویوں کو اجاگر کرنے کی سعی کی ہے۔

پاکستان میں عملی تنقید کے مطالعے کے لئے جو طریقہ کار اپنایا گیا ہے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ چوں کہ ہر نئے عہد کا ادب ماضی کی ادبی روایت سے اخذو استفادہ ضرور کرتا ہے، اس لئے مقالے میں آغاز سے لے کر تقسیمِ برصغیر تک عملی تنقید کے اہم رجحانات اور رویوں کا جائزہ لیا گیا ہے تاکہ پاکستان میں اطلاقی تنقید کا پس منظر اجاگر ہوسکے۔ ہر دبستان اور رجحان کے نمائندہ ناقدین کی عملی تنقیدات کا مطالعہ الگ الگ ابواب میں کیا گیا ہے۔ ہر نقاد کے انداز نقدِ، طرزِ استدلال اور اسلوبِ نگارش کی نوعیت کا تنقیدی جائزہ لینے کے لئے عملی تنقید کے نمونے پیش کرنا ضروری تھے۔ اقتباسات کی کثرت اور طوالت کا یہی جواز ہے۔

اس مقالے کے پہلے باب میں ادبی تنقید کے بنیادی مباحث کو سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اُردو تنقید کے آغاز سے لے کر تقسیم ہند تک، عملی تنقید کی روایت کا جائزہ دوسرے باب میں لیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں پاکستان کے ترقی پسند ناقدین کی تنقیدی فتوحات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔عملی تنقید کے فروغ میں حلقہ ارباب ذوق کے کلیدی کردار کا مطالعہ چوتھے باب میں کیا گیا ہے۔ پانچواں باب دبستان روایت اور پاکستانی ادب اور اسلامی ادب جیسی تحریکات سے وابستہ ان ناقدین کی تنقیدی مساعی کا احاطہ کرتا ہے،جن کی عملی تنقید میں مشرقی اور مغربی جہات کا امتزاج ملتا ہے۔ چھٹا باب پاکستانی

محققین اور ادب کے قابل فخر معلمین کی عملی تنقید کے تجزیاتی مطالعے کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ ساتواں باب پاکستان میں اطلاقی تنقید کے جدید، مابعد جدید اور معاصر تناظر پر روشنی ڈالتا ہے۔ آخر میں حاصلِ مطالعہ کے عنوان سے پاکستان میں عملی تنقید کے جائزے سے اخذ شدہ تحقیقی نتائج کو قلمبند کیا گیا ہے۔

میں اپنے نگران پروفیسر ڈاکٹر سعادت سعید کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں کیوں کہ ان کی مخلصانہ رہنمائی اور حوصلہ افزائی کے بغیر اس مقالے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا میرے لئے ممکن نہ تھا۔ شعبۂ اُردو کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر شفیق عجمی صاحب کا تعاون ہمیشہ مجھے حاصل رہا، اس لئے ان کا شکریہ ادا کرنا بھی میرا خوشگوار فریضہ ہے۔ میرے والدین اور اہل خانہ کی دُعائیں ہمیشہ میرے ساتھ رہیں۔ ان کی بے لوث محبتوں کے سہارے میں نے زندگی کا ہر کٹھن مرحلہ طے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو خوش وخرم رکھے!

محمد اقبال کامران